44874 ـ نذر پوری کرنے کی شکل میں کیا اسے خود بھی کھا سکتا ہے؟

سوال

جب کوئی شخص نذر مانے اور اسے پوری بھی کردے تو کیا وہ خود بھی اس سے کھا سکتا ہے کہ نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نذر مانی گئی چیز میں اصل تو یہی ہے کہ جب وہ شرعی امور میں سے ہو تو اسے وہیں صرف کیا جائے جس میں نذر مانی گئی ہے، اور جب کوئی مقرر نہ کیا گیا تو وہ صدقات میں سے ایک صدقہ ہی ہے، اسے وہیں صرف کیا جائے گا جہاں صدقات دیے جاتے ہیں، مثلا: فقراء و مساکین میں تقسیم کیا جائے.

اور رہا مسئلہ نذر میں سے کھانے کا تو اس کے بارہ میں گزارش ہے کہ اگر نذر ماننے والے کے علاقے اور ملک میں یہ عادت ہو کہ جب کوئی شخص نذر مانے تو وہ خود بھی اس میں سے کھاتا ہے تو اس عرف اور عادت کی بنا پر اس کے لیے بھی کھانا جائز ہے.

اور اسی طرح جب وہ اس میں سے کھانے کی نیت کرے تو نیت اور عرف عام اس جزء کے ساتھ خاص ہو، اور نذر مانی ہوئی چیز میں داخل نہیں ہونی چاہیے.

اس سلسلے میں مستقل فتوی کمیٹی کا ایک فتوی جاری ہوا ہے جسے ذیل میں دیا جاتا ہے:

اطاعت و فرمانبرداری میں مانی گئی نذر کا مصرف وہی ہے جس کی نیت نذر ماننے والے نے شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کی ہو، اگر اس نے نذر کے گوشت کی نیت فقراء کے لیے کی ہے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ خود بھی اس میں سے کھائے، اور اگر اس نے یہ نیت کی ہو کہ وہ اپنے گھر والوں اور دوست و رفقاء کو کھلائے گا تو وہ خود بھی ان میں سے ایک ہے اس لیے اس کا کھانا بھی جائز ہے.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو "

اور اسی طرح اگر اس نے اپنی نذر میں اس کی شرط لگائی ہو یا پھر اس کے علاقے اور ملک کے عرف عام یا عادت ہو.

الله تعالى ہی توفیق بخشنے والا ہے، الله تعالى ہمارے نبی محمد صلى الله علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

ماخوذ از: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (23 / 390).

اور مستقل فتاوى کمیٹی کے ايك اور فتوى میں ہے کہ:

جس نے ایسی نذر مانی جس کی بنا پر اسے کھانا کھلانا پڑے تو نذر ماننے والا اس میں سے خود نہ کھائے، الا یہ کہ اس نے یہ شرط رکھی ہو یا نیت کی ہو کہ وہ بھی اس میں سے کھائے گا، تو اس حالت میں اس کے لیے اس نذر میں سے کھانا مباح ہو گا، اس کی شرط یا نیت کے مطابق.

دیکھیں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (23 / 392).

واللہ اعلم .